اس میں یہ دقت پیش آئی کہ مجلس افروز کردن اگر مصدر مرکب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروز کرد کو علیحدہ کیا جاوے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں بیان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں خسرو نے اسی شعر کو صاف کر کے اِس طرح کر دیا ؎

فلک ماہ را چوں شب افروز کرد ؛ شبِ تیرہ پیرایۂ روز کرد

اب اسے اگر کوئی سرقہ قرار دینے لگے تو اسے کیا کہا جائے گا !

(۴) ایک غزل : مضمون نگار نے خسرو کی مشہور غزل "اے چہرۂ زیبائے تو" کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ "سخن فہموں کے نزدیک "چشمانِ تو زیرِ ابروان اند و دندانِ تو جملہ در دہان اند" سے زیادہ اس میں جان نہیں" —— اگر "سخن فہمی" یہی ہے تو پھر "سخن ناشناس" ہونا کیا ہے !!!

مضمون نگار کو شاید یہ معلوم نہیں کہ نہایت "اعلیٰ" علمی ذوق رکھنے والوں نے اس پر "سر دھنا ہے" اور بہت سے اہلِ ذوق نے اس پر تضمین کی ہے، جن میں نواب حبیب الرحمٰن خاں شیروانی بھی شامل ہیں (جن کا ذکر مضمون نگار نے ایک طرح سند کے طور پر کیا ہے) مضمون نگار شاید یہ بھول گئے کہ سعدیؒ کی بعض بہترین غزلیں وہ ہیں جن کی سادگی اس غزل سے بھی بڑھ گئی ہے، اس غزل کا یہ کمال ہے اور اسے خسرو کی ادبی کرامت کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ہر مصرعہ ضرب المثل ہو گیا ہے۔

(۵) ایک لغو شعر : مضمون نگار نے ایک لغو شعر نقل کیا ہے، جس کے مصنّف کا نام وہ بھول گئے لیکن اس کو وہ "مردِ حق بین و حق گو" سمجھتے ہیں۔ استدلال کا یہ انداز افسوسناک بھی ہے اور تکلیف دہ بھی۔ خسرو کے مخالفین میں صرف ایک نام عبید کا مشہور ہے۔ لیکن اس کے متعلق برنی کا بیان ہے کہ وہ مفسد اور فتنہ پرداز تھا۔

(۶) نمونے کے اشعار : مضمون نگار نے "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر خسرو کے چار اشعار نقل کئے ہیں —— کوئی بھی منصف مزاج شخص اُن سے پوچھ سکتا ہے کہ کیا ان سے بہتر اشعار خسرو کے یہاں نہیں ہیں ؟ اور کیا اُن کو نمونے کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا تھا ؟ ——

ایک تذکرہ نویس نے لکھا ہے کہ بعض اہلِ ذوق محض اس شعر کی بنا پر ؎

قطرۂ آبے نخورد ماکیاں ؛ تا نکند رو بسوئے آسماں

خمسۂ خسرو کو خمسۂ نظامی پر ترجیح دیتے تھے۔! میں ترجیح کا قائل نہیں، لیکن ناانصافی کو بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

(۷) خسروؒ : نظامی کی افضلیت مسلّم، ان کا علم و فضل مسلّم، لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اُن کی فضیلت کے لئے ایک دوسری عظیم المرتبت شخصیت کو گرایا جائے، خسرو کے متعلق اگر مضمون نگار کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف ایک درباری شاعر تھے تو یہ سخت غلط فہمی ہے۔ اُن کی مذہبی زندگی اور اس کی دلچسپیوں کا حال برنی اور میر خورد سے سُنیئے۔ برنی کا بیان ہے :

"و مع ذلک الفضل و الکمال و الفنون و البلاغ صوفی مستقیم الحال بود و بیشتری عمرِ او در صیام و قیام و تعبّد و قرآن خوانی گذشتہ است و بطاعت متعدیہ و لازمہ یگانہ شدہ بود و دایم روزہ داشتے و از مریدان خاصہ شیخ بود و اینچناں مریدے معتقد من دیگرے راندیدہ ام" (تاریخ فیروز شاہی ص ۳۵۹)

میر خورد لکھتے ہیں :-

"اوقاتِ این بزرگ معمور بود و ہر شب بوقتِ تہجد ہفت سیپارۂ کلام اللہ بخواندے" (سیر الاولیاء ص ۳۰۲)

کچھ عرصہ سے یہ رجحان بڑھتا جا رہا ہے کہ کسی معروف شخصیت پر خواہ وہ خسروؒ ہوں یا سید احمد شہیدؒ لایعنی بحث شروع کر دی جاتی ہے۔ علمی دیانت داری کا تقاضہ ہے کہ اس طرح کی سطحی اور غیر ذمہ دارانہ گفتگو سے گریز کیا جائے۔

لکھنے کو تو اور جی چاہتا تھا لیکن غالباً اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ والسّلام

مخلص : خلیق احمد نظامی

ہندوستان میں مسلمانوں کا
نظامِ تعلیم و تربیت

جدید ایڈیشن

مصنفؒ کی نظر ثانی اور عربی و فارسی عبارتوں کے ترجمے و حواشی کے اضافہ کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ قیمت مجلّد دس روپے۔ بلا جلد نو روپے

ندوۃ المصنفین، اُردو بازار، جامع مسجد، دہلی

فروگذاشتیں

جناب محمد اسلام ایم اے، ایل ایل، بی
(ریسرچ اسکالر) شعبۂ اُردو و فارسی لکھنؤ یونیورسٹی

گذشتہ سے پیوستہ

ان غلطیوں کے علاوہ اس مجموعہ (کلیاتِ جگر مراد آبادی) میں جگر کے بعض اشعار بلکہ بعض پوری پوری غزلیں نظر انداز کر دی گئی ہیں، یہاں صرف وہ اشعار اور غزلیں نقل کی جاتی ہیں جو ان کے اصل مجموعہ "شعلۂ طور" میں ہیں، لیکن "کلیات" میں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، پہلے اشعار مع صفحوں کے حوالے کے پیش کرتا ہوں جو نظر انداز کئے گئے ہیں بعد کو غزلوں (جن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے) کے مطلعے لکھ دوں گا تاکہ ناظرین اندازہ کر سکیں کہ پبلشر نے جگر کے کلام کی کیسی مٹی پلید کی ہے۔

نظر انداز کئے گئے اشعار مع حوالہ صفحہ:-

تو نے دیکھا ہی نہیں تجھ سے کہوں کیا ناصح ⁂ وہ جو مخصوص اک اندازِ نظر ہوتا ہے
ص ۱۷

جب تک شبابِ عشق مکمل شباب ہے ⁂ پانی بھی ہے شراب ہوا بھی شراب ہے

جو خود ہی زندگی ہو نہ پیغامِ زندگی ⁂ وہ حُسن قہر ہے وہ محبت عذاب ہے
ص ۲۳

یہ کیسا دل پہ عالم چھا رہا ہے ⁂ کہ تجھ سے مل کے بھی گھبرا رہا ہے۔
ص ۲۵

میرے غم خانۂ مصیبت کی ⁂ چاندنی بھی سیاہ ہوتی ہے
ص ۲۶